www.alkalam.pk

حضرت خبیبؓ کا قتل کے وقت نماز پڑھنا
اور زید و عاصم رضی اللہ عنہما کا قتل

کمپوزنگ: محمد ذکی الدین لیاقت (انڈیا)

نوٹ: یہ واقعہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب حکایاتِ صحابہؓ سے ماخوذ ہے۔

اُحد کی لڑائی میں جو کافر مارے گئے تھے اُن کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زور پر تھا۔ سُلافہ نے جس کے دو بیٹے اس لڑائی میں مارے گئے تھے منت مانی تھی کہ اگر عاصم کا (جنھوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا) سر ہاتھ آ جائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اس لیے اُس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصمؓ کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ ان کا سر لانے کی کوشش کرے، چنانچہ اس نے عضل اور قارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ان لوگوں نے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم و تبلیغ کے لیے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ساتھ بھیجنے کی درخواست کی کہ ان کا وعظ پسندیدہ بتلایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو اور بعض روایات میں چھ آدمیوں کو اُن کے ساتھ کر دیا جن میں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ راستہ میں جا کر اُن لے جانے والوں نے بدعہدی کی، اور دشمنوں کو مقابلہ کے لیے بلایا جو دو سو آدمی تھے اور اُن میں سے سو آدمی بہت مشہور تیر

انداز تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو مکہ والوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ راستہ میں بنولحیان کے دوسو آدمیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی یا چھ آدمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فد فد تھا چڑھ گئی۔ کفار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے۔ صرف اہل مکہ سے تمہارے بدلہ میں کچھ مال لینا چاہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ آ جاؤ ہم تم کو قتل نہ کریں گے مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ جب تیر ختم ہو گئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکہ کیا گیا مگر گھبرانے کی بات نہیں۔ شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمھارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنت کی حوریں تمھاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ مقابلوں کا مجمع کثیر تھا۔ آخر شہید ہو گئے اور دُعا کی کہ یا اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے قصہ کی خبر کر دے۔ چنانچہ یہ دُعا قبول ہوئی اور اسی وقت اس واقعہ کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گیا، اور چونکہ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی سُن چکے تھے کہ سُلافہ نے اُن کے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے، اس لیے مرتے وقت دُعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستہ میں کاٹا جا رہا ہے تو ہی اُس کا محافظ ہے۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا اور بعض روایتوں میں بھڑوں کا ایک غول بھیج دیا جنھوں نے اُن کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کافروں کو خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اُڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے مگر رات کو ایک بارش کی رَو آئی اور ان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔ اسی طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہو گئے۔

غرض تین باقی رہ گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان تینوں حضرات سے پھر اُنہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آ جاؤ ہم تم سے بدعہدی نہ کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اُتر آئے اور نیچے اُترنے پر کفار نے اُن کی کمانوں کی تانت اُتار کر اُن کی مشکیں باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا، ان شہید ہونے والوں کا اقتداء ہی مجھے پسند ہے۔ انہوں نے زبردستی اُن کو کھینچنا چاہا مگر یہ نہ ٹلے تو ان لوگوں نے اُن کو بھی شہید کر دیا۔ صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے جن کو لے جا کر ان لوگوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک حضرت زید بن دَثِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو صفوان بن اُمیہ نے پچاس اونٹ کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے میں قتل کرے۔ دوسرے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حجیر بن ابی اہاب نے سو اونٹ کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کرے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں۔ اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھا۔ اس نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شہادت کے وقت پوچھا کہ اے زید! تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا، کیا تجھ کو پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گردن تیرے بدلہ میں ماردی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم رہے؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہیں وہیں اُن کے ایک

کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں۔ یہ جواب سُن کر قریش حیران رہ گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کو جتنی ان سے محبت دیکھی اُس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کردیئے گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عرصہ تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہوگئیں کہتی ہیں کہ جب خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں کی قید میں تھے، تو ہم نے دیکھا کہ خبیبؓ ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی کے سر کے برابر ہاتھ میں لیے ہوئے انگور کھا رہے ہیں اور مکہ میں اس وقت انگور بالکل نہیں تھا۔ وہی کہتی ہیں کہ جب اُن کے قتل کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے صفائی کے لیے اُسترا مانگا، وہ دے دیا گیا۔ اتفاق سے ایک کمسن بچہ اس وقت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ اُسترا اُن کے ہاتھ میں ہے اور بچہ ان کے پاس، یہ دیکھ کر گھبرائے۔ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں بچہ کو قتل کردوں گا؟ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد ان کو حرم سے باہر لا گیا اور سولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہٗ کی ملاقات قریب ہے۔ چنانچہ مہلت دی گئی۔ انہوں نے دو رکعتیں نہایت اطمینان سے پڑھیں اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر کی وجہ سے دیر کررہا ہوں، تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سولی پر لٹکا دیئے گئے تو انہوں نے دُعا کی یا اللہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا آخری سلام پہنچا دے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اسی وقت سلام پہنچایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وعلیکم السلام یا خبیبؓ!

اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش نے قتل کر دیا۔ حضرت خبیبؓ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے اُن پر حملہ کیا اور بدن کو چھلنی کر دیا۔ اس وقت کسی نے قسم دے کر یہ بھی پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ کو قتل کر دیں اور تم کو چھوڑ دیں؟ آپؓ نے فرمایا، واللہ العظیم! مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چبھے۔ (فتح الاسلام)

فائدہ: ویسے تو ان قصوں کا ہر ہر لفظ عبرت ہے لیکن اس قصہ میں دو چیزیں خاص طور سے قابل قدر اور قابل عبرت ہیں۔ ان حضرات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عشق کہ اپنی جان جائے اور اس کے بدلے میں اتنا لفظ کہنا بھی گوارا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف معمولی سی بھی پہنچ جائے، اس لیے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف زبان سے ہی کہلانا چاہتے تھے اور صرف زبان سے کہنا ہی تھا ورنہ بدلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پر تو اُن کفار کو بھی قدرت نہ تھی، بلکہ وہ لوگ خود ہی ہر وقت تکلیف پہنچانے کی کوشش میں رہتے تھے جس میں بدلہ بے بدلہ سب برابر تھا۔ دوسری چیز نماز کی عظمت اور اُس کا شغف کہ ایسے آخری وقت میں عام طور سے بیوی بچوں کو آدمی یاد کرتا ہے، صورت دیکھنا چاہتا ہے، پیام وسلام کہتا ہے مگر ان حضرات کو پیام وسلام دینا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آخری تمنا ہے تو دو رکعت نماز کی۔